مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

اتباعِ سنت ہی میں برکت ہے۔ سب ازواجِ مطہراتؓ فضیلت والی ہیں اللہ تعالیٰ اور جبرئیل علیہ السلام کی جانب سے حضرت خدیجہؓ کو سلام اور بشارت

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

کیسٹ نمبر ۴۱ سائیڈ اے/ ۸۴-۱۰-۱۲

الحمد للہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حدیث شریف میں ازواجِ مطہرات کے مناقب بھی آئے ہیں اور ازواجِ مطہرات کے ذریعے جو علم عورتوں کے متعلق حاصل ہوا ہے وہ بہت بڑا ہے اس میں ایسے مسائل ہیں جن کا تعلق پاکی ناپاکی سے بھی ہے، اگر انسان پاک نہ ہو تو نہ اُس کی نماز ہے نہ روزہ ہے مطلب یہ ہے کہ عبادتیں اس کی ناپاک ہونے کی وجہ سے یا ہوں گی ہی نہیں یا مکروہ ہوں گی تو یہ مسائل ازواجِ مطہرات سے معلوم ہوئے ہیں۔

آپ ﷺ کی زندگی کے دو پہلو :

اس طرح رسول کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کی زندگی کے دو پہلو ہیں ایک وہ جو سب کے سامنے ہے یعنی صحابہ کرامؓ میں تشریف فرما ہیں مسجد میں تشریف فرما ہیں جہاد کے لیے جارہے ہیں تو وہ باتیں تو سب صحابہ کرامؓ نے دیکھی اس میں خطبہ ارشاد فرمارہے ہیں تو یہ سب باتیں صحابہ کرامؓ نے دیکھی ہیں اور بیشتر روایتیں صحابہ کرامؓ سے لی گئی ہیں اور ان پر زیادہ اعتماد کیا گیا ہے کیونکہ وہ مرد تھے اور قریب تھے سننے میں۔ حیاتِ طیبہ کا دوسرا حصہ وہ ہے جو آپ گھر میں گزارتے تھے وہ کیسا تھا، وہ کچھ مردوں سے بھی منقول ہے مثلاً حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا تو اُنہوں نے اجازت چاہی کہ میں چاہتا ہوں کہ ایک رات یہاں گزاروں جس دن جناب رسول اللہ ﷺ کی باری یہاں آپ کے پاس ہو، تو وہ رات گزاری اور وہ ساری رات تقریباً اُنہوں نے جاگتے ہوئے ہی گزاری وہ فرماتے ہیں پھر آپ تشریف لائے آپ

نے گفتگو فرمائی اور پھر میرے بارے میں پوچھا کہ یہ سوگیا ہے اور اس طرح سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین پر اُس زمانے میں لیٹے ہوئے تھے گرمیوں کا موسم ہوگا ایسا موسم جو سردیوں کا ہو اس میں تو آتا ہے تخت پر لیٹنا اور عربوں میں یہی قاعدہ ہے وہ سردیوں میں زمین نہیں استعمال کرتے، سونے اور لیٹنے کے لیے تخت استعمال کرتے آئے ہیں چارپائی کا بھی دستور تھا وہ کھجور کے بانوں سے بُنی ہوئی ہوتی تھی موٹے موٹے بان ہوتے تھے ان کا بھی ذکر آتا ہے اور اس کا بھی ذکر آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لیٹے ہیں اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اُٹھ کر جب تشریف فرما ہوئے تو دیکھا کہ کمر پر نشان ہیں ان (بانوں کی) بناوٹ کے وہ کوئی نرم گدا یہ چیزیں استعمال نہیں فرماتے تھے بلکہ بہت سادگی کے ساتھ مشقت کے ساتھ رہنا پسند فرمایا کرتے تھے اور جو لوگ مشقت کے کام کرتے ہیں ان کو اتباعِ سنت کرنا آسان ہے بہ نسبت ان لوگوں کے جو مال ونعمت میں رہتے ہیں اُنہیں پیروی کرنی خاصی مشکل ہے۔ اور اکثریت جو ہے وہ غریب ہی لوگوں کی ہے تو غریبوں کو پیروی کرنی آسان ہے بلکہ غریب بھی اس حالت میں نہیں رہتے جس حالت میں جناب رسول اللہ ﷺ نے رہ کر دکھلایا ہے اور اسے سنت قرار دیا ہے بعد میں صحابہ کرامؓ نے بھی وہ روِش رکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی وہی روِش رکھی۔ حدیث میں آتا ہے کہ کَانَ یَلْبَسُ الْخَشِنَ رسول اللہ ﷺ کھردرے کپڑے پہنا کرتے تھے۔ یہ جو نرم ہوتے ہیں ہاتھ کو نرم لگتے ہیں یہ نہیں بلکہ جو ہاتھ کو کُھردرے لگتے ہیں وہ کپڑا پہنتے تھے۔

گورنروں کو خاص لباس کی ہدایت :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے تمام خاص لوگوں کے لیے یعنی گورنروں کے لیے ہدایت جاری کردی کہ یہ کپڑا پہنیں موٹا کپڑا جو چُبھتا ہو ہاتھ کو، اچھا نہ لگے ہاتھ کو، اس کی نرمائی محسوس نہ ہو۔ اور اگر کوئی باریک کپڑا پہننے لگتا تھا تو اُسے ہٹا دیتے تھے معزول کردیتے تھے حالانکہ یہ کوئی فرض نہیں ہے مگر اتباعِ سنت تو اسی کا نام ہے کہ یہ پوچھا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے کیا کیا تھا بس اُسی پر لگ جائے اسی کا نام اتباع ہے اور برکات اُسی میں ہیں خدا کی رحمت کا نزول اُسی میں ہے تو اب (حضرت ابن عباسؓ نے) حضرت آقائے نامدار ﷺ کے ہاں رات گزارنے کی اجازت چاہی۔ انھوں نے اجازت دے دی اجازت دینے کا حق بھی اُنہی کا تھا تو یہ لیٹے وہاں اور پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے یہ کہتے ہیں کہ تکیے کے عرض میں میرا سر ہوگیا۔ اس طرح میں لیٹا رہا تو رسول اللہ ﷺ سوئے پھر اُٹھے پھر اُٹھ کر یہ آیتیں پڑھیں ان فی خلق السموات والارض ...... پھر غسل خانہ میں تشریف لے گئے اور پھر واپس تشریف لائے، کہتے ہیں میں نے لوٹا رکھ دیا تھا استنجاء کے لیے تو بیت الخلاء سے جب تشریف لائے اور لوٹا بھرا ہوا دیکھا تو آپ خوش ہوئے اور پھر وضو کے لیے لوٹا بھرا ہوا دیکھ بعد میں تو پھر آپ نے ان کو دُعا بھی دی ایسے لگائیا (سینے سے) آپ نے ور پھر دُعا دی۔ یہ دیکھتے ہیں کہ کیسے آپ نے وضو کیا پھر بالکل اُسی طرح سے وضو کر کے آپ کے ساتھ نماز میں کھڑے: ہو گئے تو اس طرح کے واقعات کہ کتنی نماز پڑھی کتنی رکعتیں پڑھیں۔

اندرونی اور بیرونی دونوں حالات اہم ہیں :

تو یہ وہ حصہ ہے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا کہ جو اندرونی ہے گھریلو ہے جسے پرائیویٹ زندگی کہتے ہیں۔ اس میں کسی کو دخل نہیں ہوتا بلکہ اب یہ کہہ دیتے ہیں لوگ فرق کرنے لگے کہ باہر تو یہ اچھے آدمی ہیں اور جو اندرونی معاملات ہیں یہ تو ان کے پرائیویٹ معاملات ہیں ان میں دخل دینے کی کیا ضرورت اور ان کو دیکھنے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے رسول اللہ ﷺ کے جو اندرونی معاملات ہیں وہ بھی بتلایا گیا ہے کہ ان کی پیروی کرو اور وہ سب ایسے ہیں کہ جیسے باہر کے معاملات تھے ویسے ہی اندر کے معاملات ہیں تقریباً، سب آتے ہیں حدیثوں میں کہ آپ نے ایسے کیا، کسی صحابی نے پوچھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ گھر میں کیا کیا کرتے تھے۔ تو انھوں نے جواب دیا کان یکون فی مَھْنَۃِ اھلہ جو گھر والوں کے عام کام ہوتے ہیں اُن میں لگے رہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اور جب اذان ہوگئی تو پھر باہر تشریف لے آتے تھے ورنہ گھر میں عام کام کرتے تھے۔ گویا انسان کو گھریلو زندگی گزارنے کا طریقہ بھی بتایا گیا۔

گھر میں رہتے ہوئے گھریلو کام نہ کرنے کا نقصان :

اگر گھر میں رہ کر گھر کے کام نہیں کرے گا تو ایک طرح کا بُعد پیدا ہو جاتا ہے طبائع میں، وہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ گھر میں رہ کر گھر کے کام میں حصہ ضرور لے آدمی یہی سنت ہے اور ایک مسلمان کے لیے سنت ہی میں برکت اور فلاح ہے مسلمان کے لیے کیا ہر انسان کے لیے۔

کافر بھی سنت پر عمل کر کے دنیاوی فائدہ اُٹھا سکتا ہے :

اگر کوئی مسلمان کے علاوہ ایسا کرے گا تو وہ بھی فائدہ اُٹھالے گا جیسے کہ اُصولِ تجارت جو اسلام نے بتائے ہیں مسلمانوں نے چھوڑ دیئے غیر مسلموں نے لے لیے فائدہ اُٹھا رہے ہیں اور مسلمان نقصان اُٹھا رہے ہیں ملکی (اور غیر ملکی) سطح پر جب تجارت کرتے ہیں اس میں نمونہ کچھ بھیجتے ہیں مال کچھ بھیجتے ہیں تو نقصان ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے جو اصول بتائے ہیں وہ بڑے ہی مضبوط ہیں اور مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہیں تو عورتوں کے جو مسائل ہیں وہ ازواجِ مطہرات کے ذریعے پہنچے تو علم کا ایک بہت بڑا دروازہ ازواجِ مطہرات ہیں اور کسی (زوجہ محترمہ) کے پاس کچھ اور کسی کے پاس کچھ معلومات ہوتی رہیں۔

حضرت عائشہؓ کی علمی قابلیت :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے ہدایت فرمائی لیکن شعارکِ العلم تمہارا شعار علم ہونا چاہیے کیونکہ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا بہت سمجھدار تھیں بہت حافظہ تھا اور پھر انھوں نے ایسے کیا کہ جو چیز سمجھ میں نہیں آتی تھی تو پوچھ لیتی تھیں یہ جو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **من نوقش الحساب یھلکہ** جو آدمی قیامت کے دن حساب میں سامنے آئیگا اور اس سے مناقشہ ہو یعنی پوچھ گچھ ہوجائے اور نکتہ چینی ہوجائے حساب پر تو وہ برباد ہوجائے گا تو اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک علمی سوال کیا انھوں نے کہا قرآن پاک میں تو آتا ہے کہ **فاما من اوتی کتا بہ بیمینہ** جس کے داہنے ہاتھ میں اس کی کتاب دی جائے یعنی نامہ اعمال **فسوف یحا سب حسا با یسیرا** تو وہ ہلکا سا حساب ہوگا **وینقلب الی اھلہ مسرورا** وہ اپنے گھر والوں کے پاس خوش خوش آئے گا، وہاں تو آیا ہے حساب بھی ہوگا اور خیریت سے آ بھی جائے گا تو آقائے نامدار ﷺ نے اُن کے اس سوال کا جواب دیا، حل کیا اس سوال کو، ارشاد فرمایا کہ جو قرآن پاک میں مراد ہے۔ **انما ذالکِ العرض** وہ تو پیش کرنا ہے ایک طرح حساب، لیکن میری مراد وہ ہے کہ نوک جھونک اگر ہوجائے تو پھر وہ آدمی ختم ہوگیا وہ برباد ہوگیا۔

اللہ کے سامنے کوئی جواب نہیں دے سکتا :

کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے معاذ اللہ کسی چھوٹی سی بات کے بارے میں بھی یہ سوال ہوجائے کہ یہ تم نے کیوں کہا تھا تو انسان جواب نہیں دے سکتا جواب دے بھی دے تو جُھوٹ دے گا تو چلے گا نہیں اور صحیح جواب دے کہ میں نے یہ قصور کیا ہے تو اُس پر یہ سوال ہوسکتا ہے معاذ اللہ، اللہ پناہ میں رکھے کہ ہم تو اس پر سزا دیں گے، نہیں چھوڑتے تو پھر کیا ہوگا پھر حساب کے بعد ہلاکت ہی آگئی تو **من نوقش الحساب یھلک** تو حساب میں ''مناقشہ'' جس سے ہوجائے وہ برباد ہوجائے گا۔ ورنہ ''مناقشہ'' نہیں ہوگا (صرف) پیش کیا جائے گا اور اُسے چھوڑ دیا جائیگا تو قرآن پاک میں جو ارشاد ہے وہ وہ ہے جو پیش کیا جائے اور چھوڑ دیا جائے اور میں نے جو کہا ہے اس سے وہ مراد ہے کہ جس میں پوچھ گچھ ہوجائے نوک جھونک ہوجائے نکتہ چینی ہوجائے احتساب ہوجائے پھر وہ نہیں بچے گا اب ازواجِ مطہراتؓ کے مختلف درجے ہیں زوجہ مطہرہ ہونے میں سب برابر ہیں سب اہلِ خانہ ہیں اور سب دنیا میں بھی تھیں اور آخرت میں بھی ہوں گی لیکن ہر ایک کے بارے میں کلمات جو جو تعریف کے حدیث شریف میں آئے ہیں ان میں سے کچھ یہاں پر آتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سُنا **خیر نسا نھا مریم بنت عمران وخیر نسائھا خدیجۃ بنت خویلد** عورتوں میں سب سے بہترین عورت وہ حضرت مریم ہیں اور سب سے بہترین عورت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ۔ اب سب سے بہترین عورت یعنی اُس زمانہ میں حضرت مریم ہیں اور اِس زمانہ میں سب سے بہترین عورت حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا ہیں ۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بھابی ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے چچازاد بھائی تھے۔ اُن کے بارے میں یہ کلمات سنے ہیں اور پھر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

کے نکاح کے بعد یہ ساس بھی ہو گئیں تو اتنا بڑا درجہ انہیں جو ملا اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ تقدم ہے اسلام میں، یہ بہت پہلے اسلام لائی ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ سب سے پہلے وہ اسلام لائی ہیں تو شائد یہ بھی صحیح ہو اس واسطے کہ جب وحی اُتری اور رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ پر اس کا اثر ہوا گھر تشریف لائے تو طبیعت پر ایسا اثر تھا کہ جیسے سردی لگ رہی تھی ظاہر بات ہے یعنی فرشتہ اور انسان اُس کا اس طرح سے بدن سے ملنا اور بدن پر اثر ڈالنا تو ایک دم آدمی اس کا عادی نہیں ہوتا رفتہ رفتہ عادت ہوتو ہو پہلے پہل یہ قصہ پیش آیا اس کا اثر طبیعت مبارک پر ہوا۔ جب تشریف لائے گھر میں تو فرمایا مجھے چادر اوڑھاؤ سردی لگ رہی ہے کپڑا اوڑھایا اور پھر فرمایا ایسے ایسے واقعہ میرے ساتھ ''غارِ حرا'' میں پیش آیا ہے اب غارِ حرا میں رسول ﷺ پہلے بھی رہے اور وحی آنے کے بعد بھی وہاں جا کر رہتے رہے۔

رُسوائی سے حفاظت اور اس کی وجہ :

جب حضرت خدیجہؓ نے سُنا تو پھر انھوں نے کہا کہ نہیں **کلا واللہ لا یخزیک اللہ ابدا** اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بھی رُسوا نہیں ہونے دیں گے یعنی کوئی ایسی چیز پیش آئے کہ جس کی وجہ سے لوگ ہنسیں، لوگوں کی نظروں میں خفت ہو[1] یہ کبھی نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ **انک لتصل الرحِم وتحمل الکَلَّ وتَقری الضیفَ وتُعین علی نَوائب الحق** آپ یہ یہ کام کرتے ہیں وہ کام گنا دیئے نیکیاں گنا دیں۔

رشتہ داروں سے حسنِ سلوک :

کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں جو رشتہ دار ہیں قریبی ان کے ساتھ تعاون کرنا اگر کسی کے پاس مال ہے مال سے کرے، مال نہیں ہے جان سے کرے زبان سے کرے۔ ایک ہی طرح تو نہیں ہوتا ضروری کہ مال ہی سے ہو تعاون، کسی کا کوئی کام نمٹا دے کسی کا کوئی کام کر دے وہ بھی تعاون ہے وہ بھی صلہ رحمی میں داخل ہے۔

بے کسوں کی کفالت :

وتحمل الکل جو آدمی بوجھ بن چکا ہو لوگوں پر آپ اُس کا بوجھ اُٹھا لیتے ہیں۔ اُسے ملازمت نہیں ملی وہ بے روزگار ہے یا کام کر ہی نہیں سکتا معذور ہے تو ایسے آدمی کا بوجھ آپ اُٹھاتے ہیں۔

مہمان نوازی :

وتقری الضیف مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مہمان کا یہ ہے کہ وہ کسی بھی وقت آجاتا ہے بے وقت آ گیا دُشواری ہوتی ہے اور آدمی کے پاس کبھی ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا تو اس لحاظ سے دیکھا جائے تو خاصی دقت ہوتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ

---

[1] بخاری شریف ج ۱ ص ۳ و مشکوٰۃ شریف ص ۵۲۲

اس کو خوش طبعی سے برداشت فرماتے تھے اور یہی پسند فرمایا بلکہ فرمایا **من کان یومن باللّٰہ والیوم الآخر** جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو **فلیکرم ضیفہ** اُسے چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے چونکہ بظاہر خرچ کرنا ہے اور باطن یہ ہے کہ خدا دے گا تو **من کان یومن باللّٰہ** جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے **والیوم الآخر** اور خدا کے یہاں جزا پر ایمان رکھتا ہے تو دونوں چیزوں کا ایمان ہو گیا۔ ایک یہ کہ خدا دے گا جبھی یہ آیا ہے اور دوسرے یہ کہ آخرت میں خدا اُس کی اور بھی جزا دے گا۔ یہ بھی ایمان ہے **فلیکرم ضیفہ** اُسے چاہیے کہ وہ مہمان کا اکرام کرے۔

مہمان نوازی کیسے کرے :

جتنی اُس کی استطاعت ہو۔ اب کسی کی استطاعت ہے بہت تھوڑی تو وہ اُسی اپنی حیثیت سے کرے یہ نہیں فرض کیا گیا کہ اُس کے لیے قرض لے تکلف زیادہ کرے، نہیں ضرورت پوری ہو جائے تو عرب والے اور عجم والے بلکہ باقی سارے مشرقی عالم میں پورے ایشیا وغیرہ میں ان میں مہمانوں کا استقبال کرنا، مہمان نوازی کرنا یہ پرانا دستور رہا ہے قبائل کا، یہ نوشیروان عادل تھا اور حاتم طائی تھے وغیرہ وغیرہ اور اس طرح سے سخی جو گزرے ہیں جہاں جہاں تو وہاں مہمان نوازی کا سلسلہ بھی رہا ہے اور مغربی دنیا ان اخلاقیات کو نہیں جانتی۔

زمینی اور سماوی مصائب پر آپ لوگوں کی مدد کرتے ہیں :

وتعین علی نوائب الحق کہ جو آفات سماویہ ہیں اچانک زلزلہ آگیا بارش آگئی سیلاب آگیا کوئی اور چیز آگئی اس طرح کی، تو اُن آفت زدہ لوگوں کی مدد جناب رسول ﷺ کیا کرتے تھے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو عالمی طور پر اچھے اخلاق میں شمار ہوتی ہیں۔ تو آقائے نامدار ﷺ کا سب سے پہلے تصدیق کرنے والی وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنتی ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے نامدار ﷺ نے اُن کی تعریف فرمائی **خیر نسائھا خدیجۃ بنت خویلد** [۲] پھر ان کا مال اُس وقت صرف ہوا ہے اور اُس وقت اُنھوں نے اسلام کی تائید کی ہے کہ جب اسلام کو سب سے زیادہ ضرورت تھی تائید کی، عورتوں میں یہ ہوئیں۔ مردوں میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں لیکن ان سے بھی ملنا گھر سے نکلنے کے بعد ہوا ہے بلکہ یہ (حضرت خدیجہؓ) جناب رسول اللہ ﷺ کو ایک عالم کے پاس لے گئیں جن کا نام ورقہ ابن نوفل تھا اور انھوں نے یہ پورا قصہ سنا اور پھر کہا کہ یہ جو آیا ہے آپ کے پاس یہ فرشتہ ہے **ھذا ناموس الذی نزل اللّٰہ علی موسیٰ** یہ وہ فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھیجا تھا۔

---

[۲] مشکوۃ ص ۵۷۳

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام لینے کی وجہ :

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا نام اس لیے لیا کہ موسیٰ علیہ السلام پر وحی کے عیسائی بھی قائل ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کا اس لیے نہیں لیا کہ یہودی اُن کے نبی ہونے کے قائل نہیں ہیں لیکن موسیٰ علیہ السلام کو یہودی بھی مانتے ہیں اور عیسائی بھی مانتے ہیں تو یہ وہ ہے "صاحبِ سرِّ خیر"۔ "ناموس" کہتے ہیں صاحب سِرّ خیر یعنی "ناموس" وہ ہے جس کے پاس اچھے راز ہوں اور "جاسوس" وہ ہے جس کے پاس بُرے راز ہوں وہ بُرائی کر رہا ہو کسی کے ساتھ اور کسی دوسرے کے ساتھ بھلائی کر رہا ہو تو **ھذا ناموس الذی نزل اللّٰہ علی موسیٰ** تو اس کی ورقہ ابن نوفل نے بھی تصدیق کی پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نمبر ایک آتے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بچوں میں نمبر ایک آتے ہیں، مردوں میں عورتوں میں بچوں میں اس طرح سے تقسیم کی جائے تو یہ سب نمبر ایک بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور جبرئیل علیہ السلام کی طرف سے ان کو سلام :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور یہ عرض کیا **یارسول اللّٰہ** اے اللہ کے رسول **ھذہ خدیجة قد اتت، معھا اناء فیہ اداء و طعام** یہ خدیجہ آئی ہیں ان کے ساتھ ایک برتن ہے اس میں سالن ہے اور کھانے کا سامان ہے **فاذا اتتک فاقرأ علیھا السلام من ربھا** جب آپ کے پاس وہ پہنچیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغام سلامتی دینا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام کا مطلب پیغامِ سلامتی ہے خوشخبری سلامتی کی دنیا اور آخرت دونوں میں ہوگی۔ **من ربھا ومنی** اللہ کی طرف سے اور میری طرف سے بھی **وبشرھا ببیت فی الجنة من قصب لا صخب فیہ ولا نصب** ان کو خوشخبری دے دیں بشارت دے دیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں ایک مکان دیں گے جو موتی کا بنا ہوا ہوگا **لا صخب فیہ ولا نصب** [۳] نہ اُس میں شور ہوگا بلکہ سکون ہوگا **ولا نصب** اور تھکان بھی نہیں ہوگا۔ یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغامِ سلامتی آیا ہو یہ بہت بڑی چیز ہے یہ جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں صرف حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہے۔ آگے آئے گا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ہے کہ میرا سلام پہنچا دیجیے اور آپ نے پہنچایا ہے لیکن وہ جبرئیل علیہ السلام کا ہے مگر یہاں **من ربھا ومنی** اللہ کی طرف سے اور میری طرف سے پیغام۔ ازواجِ مطہرات کی تعظیم ان سے محبت اور ان کا درجہ پہچاننا یہ سب اہلِ سنت کا طریقہ رہا ہے، عقیدہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو بلند درجات عطا فرمائے اور ہمیں آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب ہو۔ آمین۔ اختتامی دُعاء.........

---

[۳] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۳